'ختنہ' ہوتی تو ضروری ہوتا کہ یہود 'حنیف' ہوتے۔ دریں حالیکہ اللہ نے انھیں اس سے خارج قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوا: وَمَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ' ابراہیم یہودی اور نصرانی نہ تھا، بلکہ وہ یکسو، اطاعت گزار تھا۔ پس معلوم ہوا کہ صحیح بات یہ ہے کہ 'حنیفیت' نہ صرف ختان (ختنہ) کا نام ہے اور نہ صرف حج بیت اللہ کا۔ بلکہ اس کی حقیقت وہ ہے جو ہم نے بیان کی یعنی ابراہیم کے طریقہ پر جمنا' اس میں ان کی (مکمل) پیروی اور (بہمہ وجوہ) اقتدا او رہم رکابی۔[۱۱۵]

حافظ ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں اس کے نظائر میں سورۂ انبیاء اور نحل کی مذکورہ بالا آیات ۲۵ اور ۳۶ نقل کی ہیں۔ اور اس کے بعد اس کے اگلے ٹکڑے:

وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ	اور یہ کہ وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور
وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝ (بینہ: ۵)	یہی طریقہ ہے راستی کا۔

کے سلسلے میں بہت سے علمائے امت کا یہ خیال نقل کیا ہے جو اس آیت سے استدلال کرتے ہوتے ایمان کے اندر اعمال کو داخل قرار دیتے ہیں۔ جن میں علاوہ اور لوگوں کے امام زہریؒ اور امام شافعیؒ جیسے لوگ شامل ہیں۔[۱۱۶] 'حنفا' کے سلسلے میں انھوں نے سورۂ انعام میں کی گئی اپنی گفتگو کا حوالہ دیا ہے۔ سورۂ انعام میں یہ لفظ دو مقامات پر آیا ہے۔

۱۔ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ	میں نے اپنا رخ موڑ دیا اس ذات کی طرف
فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا	جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، یکسو
وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۷۹)	ہو کر اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

۲۔ دوسری آیت کریمہ یہ ہے:

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى	(کہو کہ میرے رب نے مجھے سیدھی راہ
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ دِيْنًا قِيَمًا	سجھائی، ٹھیک دین، ابراہیم کا طریقہ جو یکسو
مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ	تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔ کہو کہ میری
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ	نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت
وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ	(سب) اللہ کے لیے ہے جو سارے
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ	جہاں کا حاکم ہے۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں،